سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مفصل و مستند تصنیف

علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ کی مایہ ناز عربی تصنیف کا اردو ترجمہ

اُمّ السِّیَر

سیرۃ حلبیہ اردو

مع اضافات

۳
جلد دوم
نصف اول

مرتب و مترجم اردو ○ مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند

زیر سرپرستی ○ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون 2631861

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : مئی ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : ۴۲۹ صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

.... ملنے کے پتے ....

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

ٹھہریں اور اس عرصہ میں لوگوں کی وہ تمام امانتیں ادا کر دیں جو آنحضرت ﷺ کے پاس جمع تھیں کیونکہ مکے کا ہر وہ شخص جس کے پاس کچھ مال وغیرہ ہوتا تھا اور اسے اس کے متعلق کچھ خطرہ ہوتا تھا تو وہ اس کو آپ ﷺ کے پاس امانت رکھ جاتا تھا کیونکہ سب ہی لوگ آپ ﷺ کی امانت داری کے قائل تھے۔

غالباً جب آنحضرت ﷺ حضرت ابو بکرؓ کے مکان کے لئے روانہ ہوئے اس وقت آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ان امانتوں کے متعلق ہدایت فرمائی تھی کیونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکرؓ کے مکان کو روانہ ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ اور حضرت علیؓ کی ملاقات مدینے میں ہی ہوئی اس سے پہلے نہیں، مگر آگے درِ منثور کے حوالے سے ایک روایت آئے گی کہ غار سے روانگی کے وقت بھی آنحضرت ﷺ کی حضرت علیؓ سے ملاقات ہوئی تھی۔

کتاب فصول المہمہ میں ہے کہ روانگی کے وقت آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو ہدایت فرمائی کہ وہ آنحضرت ﷺ کی ذمہ داریوں سے سبکدوشی حاصل کریں اور آپ ﷺ کے پاس لوگوں کی امانتوں کو جوں کا توں واپس کریں، ساتھ ہی آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ دونوں فاطماؤں کے لئے سواریاں خرید لیں ایک آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ اور ایک حضرت زبیر ابن عبد المطلب کی بیٹی فاطمہؓ کے لئے نیز بنی ہاشم اور عام غریب مسلمانوں میں سے جو بھی ان کے ساتھ آنا چاہیں ان کے لئے سواریوں کا انتظام کر لیں۔

مگر آگے کتاب اصل کے حوالے سے ایک روایت آرہی ہے جو حضرت علیؓ کے سواریاں خریدنے کی روایت کے خلاف ہے، وہ روایت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو ایک حُلّہ بھیجا تھا اور یہ کہلایا تھا کہ اس کو پھاڑ کر اس میں اوڑھنیاں یعنی چادریں بنالی جائیں اور وہ چادریں چاروں فاطماؤں میں تقسیم کر دی جائیں۔ ان فاطماؤں سے مراد فاطمہ بنت حمزہ، فاطمہ بن عتبہ، فاطمہ اُمّ علی اور خود آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ مراد تھیں اور یہ کہ یہ حُلّہ آپ ﷺ نے مدینہ پہنچنے کے بعد بھیجا تھا۔ اس اختلاف کی وجہ سے یہ روایتیں قابل غور ہیں۔

کتاب فصول مہمہ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔

"میں نے تمہیں جو ہدایتیں دی ہیں جب ان سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کے لئے تیار ہو جانا جب کہ تمہارے پاس میرا خط آجائے اور جب ابو بکرؓ آجائیں تو انہیں میرے پیچھے اُمّ میمون کے کنویں کی طرف بھیج دینا۔"

یہ بات اس وقت کی ہے جب رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا، قریش کے لوگوں نے مکان کو گھیر کر آنحضرت ﷺ کے لئے گھات لگا رکھی تھی اور وہ لوگ اس انتظار میں تھے کہ آدھی رات گزر جائے اور سب لوگ سو جائیں تو اپنا ارادہ پورا کریں۔

اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ آنحضرت ﷺ کے مکان میں پہنچے (چونکہ آنحضرت ﷺ کی جگہ حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے اس لئے وہ ان کو رسول اللہ سمجھ) اس وقت حضرت علیؓ نے ابو بکرؓ سے کہا۔

"رسول اللہ ﷺ اُمّ میمون کے کنویں کی طرف تشریف لے گئے ہیں اور آپ ﷺ کے لئے یہ کہہ گئے ہیں کہ آپؓ میرے پاس پہنچ جائیں۔"

غار ثور:۔...... چنانچہ اس اطلاع پر حضرت ابو بکرؓ آنحضرت ﷺ سے جا ملے اور وہاں سے ایک ساتھ روانہ

ہو کر ثور پہاڑ پر پہنچے اور غار میں داخل ہو گئے۔ مذکورہ کتاب کے حوالے سے یہ روایت قابل غور ہے کیونکہ اس میں اور گذشتہ روایات میں اختلاف ہے۔

صدیق اکبرؓ کی جاں نثاری :-...... غرض جب یہ حضرات غار ثور کے دہانے پر پہنچے تو حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا۔

"قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا۔ آپ ذرا ٹھہریئے میں غار میں پہلے داخل ہوں گا تاکہ اگر غار میں کوئی کیڑا مکوڑا ہو تو جو کچھ ہونا ہے پہلے مجھے ہو جائے (اور آپ ﷺ محفوظ رہیں)۔"

چنانچہ حضرت ابو بکرؓ آگے بڑھ کر غار میں پہلے داخل ہوئے اور ہاتھوں سے ہر طرف ٹٹول کر دیکھتے رہے جہاں کہیں کوئی سوراخ نظر آتا تو اپنے کپڑے میں سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر سوراخ کو اس سے بند کر دیتے۔ اس طرح انہوں نے تمام سوراخ بند کئے مگر ایک سوراخ رہ گیا اور اسی میں سانپ تھا حضرت ابو بکرؓ نے اس سوراخ پر اپنی ایڑی رکھ دی۔

صدیق اکبرؓ کا پیر سانپ کے منہ میں :-...... اس کے بعد رسول اللہ ﷺ غار میں داخل ہوئے۔ ادھر جب سانپ نے حضرت ابو بکرؓ کی ایڑی اپنے سوراخ پر دیکھی تو اس نے کاٹنا شروع کیا۔ تکلیف کی شدّت کے باوجود حضرت ابو بکرؓ (کے منہ سے آواز تو نہ نکلی مگر ان) کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ علامہ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ اس تفصیل میں غرابت اور نکارت ہے۔ اس وقت جبکہ حضرت ابو بکرؓ کے سانپ کاٹ رہا تھا آنحضرت ﷺ ان کے زانو پر سر رکھ کر لیٹ گئے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھ لگ گئی تھی۔ (اسی لئے حضرت ابو بکرؓ نے سانپ کے ڈسنے کے باوجود نہ اپنے جسم کو حرکت دی اور نہ آواز نکالی کہ مباد آنحضرت ﷺ کی آنکھ کھل جائے) مگر ان کی آنکھوں سے بے اختیار جو آنسو نکلے وہ آپ کے اوپر گرے جس سے آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی، آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو روتے دیکھا تو ان سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی، انہوں نے کہا،

"آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے"

آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن سانپ کے کاٹے کی جگہ لگا دیا جس سے تکلیف اور زہر کا اثر فوراً ختم ہو گیا۔

بعض علماء نے اسی سے ایک لطیفہ پیدا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنی ایڑی سے آنحضرت ﷺ کو بچایا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی ایڑی یعنی نسل میں برکت عطا فرمائی (واضح رہے کہ عربی میں عقبہ ایڑی کو کہتے ہیں اور عقبہ میں برکت، نسل میں برکت کہلاتی ہے)۔

اس سانپ کے لئے رافضیوں کی تعظیم :-...... بعض دوسرے حضرات نے لکھا ہے کہ عجم کے رافضیوں نے اپنے لئے سر پر بل دار منڈاسہ غار ثور کے اسی سانپ کی تعظیم اور احترام میں اختیار کیا ہے جس نے حضرت ابو بکرؓ کے کاٹا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ منڈاسہ کے بلوں میں اسی سانپ کی تشبیہ ہے۔

صبح ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ کے جسم پر آنحضرت ﷺ نے چادر نہ دیکھ کر پوچھا کہ تمہاری چادر کہاں ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ میں نے اس کے ٹکڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخ بند کر دیئے ہیں۔ ایک روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے جسم پر ورم کا اثر دیکھا تو اس کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ سانپ کے کاٹے کی وجہ سے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے مجھے سانپ کے کاٹنے کی خبر نہ دی۔

اس پر حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے آپ ﷺ کو جگانا پسند نہیں کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فوراً اس جگہ اپنا ہاتھ پھیرا جس سے اسی وقت ورم اور تکلیف جاتی رہی۔

اب ان دونوں روایتوں کو اگر درست مانا جائے تو ان میں موافقت پیدا کرنی ضروری ہوگی۔ جب حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت ﷺ کو سانپ کے کاٹنے کی خبر دی تو آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی۔

"اے اللہ! ابو بکر کو جنت میں میرے درجہ میں میرا ساتھی بنا۔"

اسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ ﷺ کو خبر دی کہ آپ ﷺ کی دعا قبول کر لی گئی۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ غار میں داخل ہو کر اس کے سوراخ بند کر رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے ایک ہاتھ سے خون نکل رہا ہے۔ وہ انگلیوں پر سے خون صاف کرتے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

هل انت الا اصبع دميت　وفى سبيل الله مالقيت

ترجمہ:- یہ صرف انگلیاں ہیں جو زخمی اور خون آلود ہوئی ہیں اور جو کچھ بھی ہوا ہے وہ بھی خدا کی راہ ہی میں ہوا ہے۔

مگر آگے ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شعر ابن رواحہؓ کا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ شعر خود آنحضرت ﷺ کا ہے۔ ممکن ہے حضرت ابن رواحہؓ نے اس شعر کو اپنے شعروں میں شامل کر دیا ہو۔ جس بنیاد پر یہ شعر آنحضرت ﷺ کا کہا گیا وہ ابن جوزی کا یہ قول ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کی روانگی کے بعد حضرت ابو بکرؓ آپ ﷺ سے مل جانے کے لئے آپ ﷺ کے پیچھے روانہ ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو پیچھے آتے دیکھ کر یہ سمجھا کہ مشرکوں میں سے کوئی شخص تعاقب میں آرہا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی رفتار تیز کر دی جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے جوتے کی ٹو پھٹ گئی اور آپ ﷺ کا انگوٹھا ایک پتھر سے ٹھوکر کھا کر زخمی ہو گیا اور اس سے خون بہنے لگا۔ اسی وقت حضرت ابو بکرؓ بلند آواز سے بولے تاکہ آنحضرت ﷺ ان کو پہچان لیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کو پہچان لیا۔

جس بات سے اس شعر کے متعلق اندازہ ہوتا ہے وہ جندب بجلی کی یہ روایت ہے کہ میں فلاں غار میں ایک دن آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ ﷺ کی انگلی زخمی ہو گئی تو آپ ﷺ نے وہ شعر پڑھا جو اوپر ذکر ہوا۔ جہاں تک اس روایت میں غار کا ذکر ہے اس سے غیران کا غار مراد ہے یہ غار ثور نہیں جیسا کہ اس سے وہم ہوتا ہے۔

صحیحین میں جندب ابن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ ایک پتھر سے زخمی ہو گئے اور آپ ﷺ کی انگلی سے خون نکلنے لگا، اسی وقت آپ ﷺ نے یہ شعر پڑھا جو پیچھے ذکر ہوا۔

<u>حفاظت خداوندی اور معجزے کا ظہور</u> :-...... غرض جب آنحضرت ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ غار ثور میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا کہ وہ غار کے دہانے پر اُگ آئے، اس درخت کو عشار کہتے ہیں۔ ایک قول ہے کہ اس کا نام اُم غیلان تھا، یہ درخت اسی گھڑی غار کے منہ پر اُگ آیا اور اس کی شاخوں نے غار کے منہ کو ڈھانپ لیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ غار میں داخل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے اس درخت کو بلایا۔ یہ غار کے سامنے تھا، آپ کے بلانے پر یہ آیا اور غار کے منہ پر آکر ٹھہر گیا یہ درخت قد آدم کے برابر تھا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے وہاں ایک مکڑی کو بھیج دیا جس نے اس درخت کی شاخوں میں جالے تن دیئے۔ یہ جالے اس قدر گھنے اور ایک دوسرے میں پڑے ہوئے تھے کہ جیسے چالیس سال سے اس جگہ لگے آئے ہوں جیسا کہ بعض علماء نے لکھا ہے۔

مکڑی کے ذریعہ حفاظت کے دوسرے واقعات :-......اسی طرح ایک مرتبہ مکڑی نے حضرت عبداللہ ابن انیس کی حفاظت کے لئے بھی جالا تنا تھا، انہوں نے سفیان ابن خالد کو قتل کیا تھا اور اس کا سر کاٹ کر ایک غار میں لے گئے اور وہاں چھپ رہے اور اس وقت تک وہیں پوشیدہ رہے جب تک کہ ان کا تعاقب ختم نہیں ہو گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل آگے آئے گی۔

ایک حیرتناک واقعہ :-......اسی طرح مکڑی نے ایک دفعہ حضرت داؤدؑ کی حفاظت کے لئے بھی جالا بُنا تھا جبکہ جالوت کے آدمی ان کی تلاش میں تھے۔ اسی طرح زید ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابو طالب کی شرمگاہ کو ڈھانپنے کے لئے بھی مکڑی نے جالا تنا تھا۔

یہ زید امام محمد باقرؒ کے بھائی اور امام جعفر صادقؒ کے چچا تھے۔ زیدیہ فرقہ ان ہی کی طرف منسوب ہے۔ یہ امام اور مجتہد تھے انہوں نے واصل ابن عطاء سے علم کا فیض حاصل کیا تھا جنہوں نے حضرت حسن بصریؒ سے فیض پایا تھا، انہوں نے یہ اجتہاد کیا تھا کہ گناہ کبیرہ کرنے والا مسلمان مؤمن نہیں رہتا، اس پر ان سے پوچھا گیا کہ پھر کیا وہ جہنم میں جائے گا تو انہوں نے کہا کہ نہیں وہ جہنم میں بھی نہیں جائے گا بلکہ جنت اور جہنم کے درمیان ایسے لوگوں کے لئے اور تیسرا درجہ بنایا جائے گا اور یہ لوگ اس میں رہیں گے جو نہ جنت ہو گی اور نہ دوزخ جب انہوں نے یہ دعویٰ کیا تو حضرت حسن بصریؒ نے ان کو اپنی مجلس سے اعتزال کرنے یعنی الگ ہو جانے کا حکم دیا۔ اسی بناء پر ان کو معتزلی کہا گیا اور ان کے ساتھیوں کو معتزلہ کا نام دیا گیا۔ مگر زید کے شیخ ابن عطاء کو معتزلی کہنے سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ خود زید بھی اسی مسلک پر چلتے تھے۔

ان زید کو برہنہ کر کے پھانسی دی گئی تھی اور پھر حکومت وقت نے پھانسی پر ان کی لاش چار سال تک اور ایک قول کے مطابق پانچ سال تک لٹکائے رکھی مگر اس عرصے میں کبھی بھی ان کی شرمگاہ کسی کے سامنے نہیں آئی (کیونکہ اس جگہ مکڑی نے گھنا جالا تان کر اسے چھپا دیا تھا) ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا پیٹ لٹک کر اتنا جھک گیا تھا کہ اس سے ان کی شرمگاہ چھپ گئی تھی (اس طرح ان کا پردہ باقی رہا) یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں باتیں ہوئی ہوں۔

ان کو پھانسی دیتے وقت جلّادوں نے ان کا منہ قبلے کے بجائے جان بوجھ کر دوسری طرف کر دیا تھا مگر جس تختے پر ان کو پھانسی دی گئی وہ تختہ اچانک گھوما اور ان کا منہ قبلے کی طرف ہو گیا۔ (ی) یہی واقعہ حضرت خُبیبؓ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

اس کے بعد حکومت نے حضرت زید کا جسم اور وہ پھانسی کا تختہ جلا دیا اور ان کی راکھ دریائے فرات کے کنارے ہوا میں اڑا دی، ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے خلیفہ ہشام ابن عبدالملک سے بغاوت کی تھی اور خود اپنے آپ کو خلافت کے لئے پیش کیا تھا، اس بغاوت کے نتیجہ میں خلیفہ کے حکم پر عراق کے امیر یوسف ابن عمر الثقفی